ساتواں ہفتہ (نصاب)

(تزکیہ نفس وتعمیرت سیرت وشخصیت کا نبوی منہاج، حدیث کسب حلال اور تاجر کے اوصاف کا ترجمہ وتشریح)

تزکیہ نفس اور تعمیر سیرت وشخصیت کا نبوی منہاج

تزکیہ نفس کا مفہوم:

تزکیہ کا معنی پاک کرنا اور نشو ونما کرنا ہے، جب کہ نفس سے مراد دل، دماغ اور انسانی وجود ہے، تو تزکیہ نفس سے مراد یہ ہوا کہ دل اور انسانی وجود کو گناہوں کی آمیزش اور ارتکاب سے پاک کرنا۔

اصطلاح میں تزکیہ نفس سے مراد یہ ہے کہ انسان کو روحانی طور پر گناہوں سے پاک کرنا اور اندر کے اخلاق کی درستگی کر کے سیدھے راستے پر ڈالنا ہے تا کہ نفس انسانی: شرک، ظلم، نافرمانی، جھوٹ، خیانت، بدعہدی، بدکاری، فریب، ملاوٹ، فسق وفجور جیسے گناہوں سے بچ جائے اور عادات حسنہ جیسے: ایمان، صدق، عدل، تقوی اور امانتداری وغیرہ سے آراستہ کیا جائے، یعنی انسان اپنے آپ کو نیکی کے کاموں میں اتنا مصروف کرلے کہ اس کے لئے برائی کرنا اور اس کے متعلق سوچنا دشوار ہو جائے

☆۔ تزکیہ نفس میں نبی ﷺ کا منہج اور اہم پہلوؤں کی اصلاحی کاوشیں:

حضور ﷺ نے تزکیہ نفس کے پیش نظر جس اسلوب کو اپناتے ہوئے اپنے زمانہ میں جو اہم اصلاحات فرمائیں وہ درج ذیل ہے:

1۔ بنیادی عقائد کی اصلاح:

کسی آدمی کی زندگی میں عقیدے کو بنیادی اہمیت حاصل ہے کیونکہ عمل کا انحصار عقیدے پر ہے اگر عقیدہ صحیح نہیں تو عمل شرف قبولیت سے نہیں نوازا جاتا۔ حضور پاک ﷺ نے مکی زندگی کے تیرہ برس عقائد (بالخصوص عقیدہ توحید، رسالت اور آخرت) کی اصلاح میں صرف کر دیئے اور اس سلسلے میں بے شمار تکالیف برداشت کیں۔

آپ ﷺ نے تمام بنیادی عقائد کی درستگی پر خصوصی توجہ فرمائی، عقیدہ توحید کو شرک کی آمیزش

سے پاک کیا،عقیدہ رسالت کی درستگی فرماتے ہوئے انبیاء ورسل کی بشریت ومعصومیت کے سلسلہ میں پائی جانے والی خرابیوں کی اصلاح فرمائی، ملائکہ کی مناسبت سے درستگی فرمائی کیونکہ بعض احباب ان کو خدا کی بیٹیاں سمجھتے تھے،عقیدہ آخرت کے معاملے میں پائے جانے والے شبہات کا ازالہ فرمایا۔الغرض تمام عقائد میں پائی جانے والی اس دور کی خرابیوں کی نشاندہی کر کے ان کے متبادل صحیح اور معتبر عقائد کی تعلیم دی، کیونکہ تزکیہ نفس کی بنیاد اور جڑ درست عقائد ہیں جن سے درست اعمال جنم لیتے ہیں۔اور یہ درست اعمال ہی تزکیہ نفس میں معاون ثابت ہوتے ہیں۔

رسول اللہﷺ مشرکین کو سب سے پہلے اور سب سے زیادہ خالص توحید ہی کی دعوت دیتے تھے جو خوش نصیب حلقہ اسلام میں داخل ہو جاتے تو آپﷺ نظر رکھتے کہ کہیں یہ توحید کے منافی تو کوئی کام نہیں کرتے۔

ایک دفعہ ایک شخص نے کسی بات پر کہہ دیا''**مَاشَاءَ اللّٰہُ وَمَا شِئْتَ**''(جو اللہ چاہے اور اے نبی جو آپﷺ چاہیں)۔آپﷺ نے فوری فرمایا''**اَجَعَلْتَنِیْ لِلّٰہِ نِدًّا؟ قُلْ مَا شَاءَ اللّٰہُ وَحْدَہٗ**''(کیا تم مجھے اللہ کا شریک بناتے ہو؟ یوں کہو کہ جو تنہا اللہ چاہے)۔اس شخص کی نیت یقیناً شرک کی نہ تھی مگر رسول اللہﷺ نے اس جملے کو شرک جان کر فوراً اصلاح فرمادی۔

2۔ اعمال کی اصلاح:

جس طرح گناہوں میں سب سے بڑا گناہ شرک ہے۔اسی طرح نیکیوں میں سب سے عظیم نیکی نماز ہے اور حکم ہے کہ نماز سکون اور دلجمعی سے ادا کی جائے اس میں جلدی نہ کی جائے اور نماز میں اعتدال(آرام وسکون)کو شرط قرار دیا۔اسی اعتدال کے پیش نظر ایک مشہور واقعہ بھی ہے کہ:

ایک دفعہ آپﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ جلدی جلدی نماز پڑھ رہا ہے وہ جب آپﷺ کو سلام کر کے جانے لگا تو آپﷺ نے فرمایا''**اِرْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّکَ لَمْ تُصَلِّ**''(واپس جاؤ، پھر نماز پڑھو،تم نے نماز نہیں پڑھی)۔اس نے دو یا تین بار اسی طرح جلدی جلدی نماز ادا کی پھر آپﷺ نے اسے نماز ادا کرنے کا طریقہ بتایا اور اس طرح اس کی نماز کی اصلاح فرمادی(صحیح بخاری)۔

ایک مرتبہ ایک سائل آیا اور آپﷺ سے خیرات مانگنے لگا آپﷺ نے دیکھا کہ وہ تو صحت مند ہے تو آپﷺ نے فرمایا''تمہارے گھر میں کوئی اثاثہ ہے،اس نے کہا حضورﷺ کچھ نہیں

صرف لکڑی کا ایک پیالہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ لے آؤ۔ وہ لے آیا آپ ﷺ نے اسے دو درہم میں فروخت کر دیا۔ فرمایا ایک درہم کا راشن خرید کر گھر پہنچا دو اور دوسرے کا کلہاڑا خرید کر لے آؤ۔ اس نے اسی طرح کیا اور کلہاڑا خرید کر لے آیا۔ آپ ﷺ نے اس کا دستہ پاس سے لگا دیا اور فرمایا جنگل میں جاؤ اور لکڑیاں کاٹ کر فروخت کرو اس طرح اپنی زندگی بسر کرو'، چنانچہ چند ہی روز میں وہ شخص معاشی طور پر مستحکم ہو گیا۔

یعنی حضور ﷺ نے اس کو رزق حرام سے ہٹا کر رزق حلال پر لگا دیا اور دیکھتے ہی دیکھتے اس شخص کی مالی حالت بہتر ہوگئی۔ پہلے وہ لوگوں سے لیتا تھا مگر پھر وہ محتاجوں کو دیتا تھا۔

الغرض آپ ﷺ نے مسلمانوں کے تزکیہ نفس کی خاطر ان کے اعمال کی بھی اصلاح فرمائی تا کہ لوگوں میں نفس کی عبادت کی بجائے اللہ کی عبادت اور مال سے محبت کی بجائے اس سے نفرت، اور کاہلی و سستی کو بنیاد بنا کر مانگنے کی عادت کو اپنانے کی بجائے محنت اور کسب حلال کے ذریعے تزکیہ نفس ہو سکے۔

3۔ توہمات اور رسومات کی اصلاح:

توہمات اور غلط رسومات کے مرتکبین کی حضرت محمد ﷺ نے اصلاح فرمائی۔ وہ لوگ بدعقیدہ، مشرک اور توہم پرست تھے، بدشگونیاں لیتے اور طرح طرح کی فالیں نکالتے تھے اور انہوں نے دنوں کو تقسیم کر رکھا تھا کہ فلاں دن اچھا ہے اور اس میں سفر اور کاروبار بہتر رہے گا اور فلاں دن برا اور منحوس ہے۔ اس میں نہ سفر بہتر رہے گا نہ کاروبار علاوہ ازیں وہ تیروں سے قسمت معلوم کرتے تھے۔ نجومیوں سے رابطہ رکھتے تھے، کہانت کے قائل تھے، چھوٹے چھوٹے بت بنا کر جیبوں میں رکھتے تھے تا کہ وہ ہر مشکل اور آڑے وقت میں ہماری مدد اور فریاد رسی کریں۔

رسول اللہ ﷺ نے ان اور ان جیسے دیگر توہمات کو بیہودہ قرار دیا اور انہیں بداعتقادی و شرک پر محمول فرمایا۔ علاوہ ازیں ان میں یہ رسم تھی کہ بیوہ عورت سے نکاح کو برا جانتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ آفات لاتی ہے چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کے علاوہ تمام نکاح بیوگان سے کیے اور اس طرح ان رسومات بد کو پاؤں تلے کچل دیا اور دنیا کو بتا دیا کہ رسومات کو کیوں کر مٹایا جاتا ہے اور کسی قوم کی غلط رسومات کو مٹانا کتنا بڑا اور اہم کام ہے۔

4۔ بوجھل بندھنوں سے رہائی:

بوجھل بندھنوں سے مراد وہ ناجائز اور بے مقصد پابندیاں ہیں جو ان لوگوں نے اپنے اوپر عائد کر رکھی تھیں جن کے بوجھ تلے انسانیت دبی ہوئی سسک رہی تھی۔ وہ بتوں کے سامنے ماتھا ٹیکنا ضروری سمجھتے تھے، بتوں کی حفاظت پر قیمتی وقت ضائع کرتے تھے۔ انہوں نے اپنے معاملات پروہتوں، مجاوروں اور مذہبی پیشواؤں کے حوالے کر رکھے تھے۔ وہ بتوں کے نام کی منت مانتے تھے اور انہیں بہرصورت پورا کرتے تھے۔

ان کا نظریہ تھا کہ خدا نے اپنے تمام اختیارات ان درمیانی واسطوں اور وسیلوں کو سونپ دیئے ہیں اس لیے ہمیں عجز و نیاز کا سارا معاملہ انہیں سے کرنا چاہیے۔ غلام اپنے آقاؤں کی بندھنوں میں جکڑے ہوئے تھے اور جابر آقاؤں کے ظلم و استبداد کی چکی میں پس رہے تھے۔ نبی رحمت ﷺ نے ان سے یہ اور اس قسم کے دیگر تمام بوجھ اتار پھینکے، اور زنجیریں کاٹ دیں چنانچہ قرآن مجید میں ہے

:''يَضَعُ عَنۡهُمۡ إِصۡرَهُمۡ وَالۡأَغۡلَالَ الَّتِي كَانَتۡ عَلَيۡهِمۡ'' (الاعراف:157) (یہ نبی ان سے ان کے بوجھ اتار پھینکتا ہے اور ان زنجیروں کو کاٹ دیتا ہے جن میں یہ جکڑے ہوئے تھے)۔

5۔ معاشرتی اصلاحات:

جناب رسول اکرم ﷺ کائنات کے عظیم ترین مصلح تھے۔ آپ ﷺ نے اعتقاد و عمل کی جو خرابی دیکھی اس کی اصلاح کی ہر ممکن کوشش فرمائی۔ جب رسول رحمت ﷺ کو نبوت و رسالت کے اعزاز سے نوازا گیا اور تبلیغی ذمہ داریوں سے ہمکنار کیا گیا تھا اس وقت عرب کی حالت ناگفتہ بہ تھی۔ لوگ خدا کو بھول چکے تھے، شرک و کفر میں گرفتار تھے، ظلم و ستم ڈھاتے تھے۔ جوئے کے رسیا، شراب کے عادی، حرام کاری کے دلدادہ تھے۔ چوری، ڈاکہ، عصمت دری عام تھی۔ مختلف قبائل باہم برسر پیکار رہتے تھے۔ ان میں سلسلہ قتل و غارت نسل در نسل جاری رہتا۔ تو آپ ﷺ نے ان تمام معاشرتی خرابیوں اور مفاسد کو دور کیا اور ان کی اصلاح فرمائی انہیں انسانیت کا درس دیا اور خدا کے در پر جھکایا۔

6۔ طبقاتی تقسیم کا خاتمہ:

وہ لوگ اپنی خاندانی وجاہت، حسب و نسب، مال و دولت اور دنیوی باتوں میں ایک دوسرے پر فخر کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے اس نظریئے کی تردید کی اور فرمایا'' كُلُّكُمۡ مِنۡ آدَمَ وَ آدَمُ مِنۡ تُرَابٍ '' تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدمی مٹی سے بنے تھے۔ ارشاد ربانی ہے''إِنَّ أَكۡرَمَكُمۡ عِندَ اللّٰهِ أَتۡقَاكُمۡ'' (تم میں زیادہ معتزز و محترم وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے)۔

وہ لوگ خاص ایام ومواقع میں آپس میں فخر ومباہات کرتے اور اپنے اپنے خاندان کی عظمت وبڑائی کے گیت گاتے تھے۔ رسول اللہﷺ نے انہیں ایسی باتوں سے منع فرمایا اور انکساری کا درس دیا اور فرمایا ''یا أَیُّھَا النَّاسُ أَنتُمُ الْفُقَرَآءُ إِلَی اللّٰہِ وَاللّٰہُ ھُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ'' (الفاطر:15)
(اے لوگو! تم سب کے سب بارگاہ الٰہی میں منگتے ہو بڑائی صرف اللہ کو زیبا ہے کیونکہ وہی غنی وحمید ہے)

7۔ رسم غلامی کی اصلاح:

مدت سے دنیا میں غلام بنانے کی رسم چلی آرہی تھی اور کسی مذہب نے اس رسم کو معیوب قرار نہیں دیا تھا یہاں تک کہ عیسائی مذہب نے بھی اس کے متعلق کوئی قانون مرتب نہ کیا تھا بلکہ غلام کو مخاطب کر کے یہ حکم دیا کہ ''اپنے آقاؤں کی جو تمہارے جسم کے مالک ہیں، ہمیشہ اطاعت کرو''۔

دنیا میں غلاموں کی اولاد بھی غلام متصور ہو رہی تھی کہ رسول اللہﷺ تشریف لائے اور آپﷺ نے آتے ہی اس طبقہ کی نیابت کی۔ ان بے کسوں کی حالت پر ترس کھایا اور لوگوں کو بتایا کہ یہ مظلوم بھی اسی خدا کے بندے ہیں۔ جس کے دربار میں ہم سب نے مساویانہ حیثیت میں پیش ہونا ہے۔

آپﷺ نے ان تمام ظالمانہ قوانین کو توڑ دیا جو اس وقت غلاموں کے متعلق جاری کیے جا چکے تھے۔ آپﷺ نے ان کے ساتھ ہمدردی کرنے اور ان پر رحم کھانے کا حکم دیا۔ پھر فرمایا ''کہ ان کے کام میں ان کے ہاتھ بٹاؤ۔ جو خود کھاؤ انہیں کھلاؤ۔ جو خود پہنو انہیں پہناؤ۔ ان کی شادیاں کرو، انہیں اپنے جیسے انسان سمجھو۔ اگر وہ آزاد ہونا چاہیں تو ان کی ہر طرح امداد کرو اور بخوشی آزاد کرو''۔

چنانچہ آہستہ آہستہ ان کی آزادی کے متعلق حکم دیا کہ اگر کسی مسلمان سے کوئی قصور سرزد ہو جاتا تو شرعی طور پر اس کی سزا میں غلام کا آزاد کرنا بھی رکھ دیا گیا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہزارہا غلام آزاد ہو گئے اور خود حضورﷺ نے غلام خرید خرید کر آزاد کرنے شروع کر دیئے تاکہ لوگوں کو ترغیب ہو اسے ایک بہترین صدقہ قرار دیا اور صحابہؓ نے بھی ایسا ہی کیا۔

8۔ حقوق نسواں:

عرب کے بعض خاندانوں میں رواج تھا کہ جب ان کے ہاں لڑکی پیدا ہوتی تو اسے نہایت سنگدلانہ طریقے سے زندہ درگور کر دیتے تاکہ اس کی تربیت اور شادی وغیرہ سے رہائی مل جائے۔

حضورﷺ نے آتے ہی اس رسم کو بھی جڑ سے اکھیڑ دیا اور لڑکیوں کی تربیت اور پرورش کے متعلق وہ احکام نافذ فرمائے کہ وہی عرب لڑکیوں کی تربیت اور شادی کو ثواب سمجھنے لگے اور ان کی کفالت

کرنے لگے۔

عرب طلاق میں بھی عورتوں کو خراب کرتے رہتے تھے۔ایک بار طلاق دی اور پھر رجوع کرلیا پھر طلاق دی اور پھر رجوع کرلیا۔غرضیکہ ان کے ہاں رجوع کی کوئی میعاد مقرر نہ تھی،جس سے عورتیں سخت تنگ آئی ہوئی تھیں۔حضورﷺ نے مسئلہ طلاق میں بھی ان کی اصلاح کی اور احکام خلع جاری فرمائے جس سے ایک حد تک عورتوں کو بھی استحقاق مل گیا۔

اس دور کے عرب لوگ عورتوں کو ایک ذلیل ترین مخلوق سمجھتے تھے اور حیوانوں کی طرح ان سے سلوک کیا کرتے تھے انہیں نہ صرف جائیداد ہی سے محروم رکھا جاتا تھا بلکہ ان کا اور بھی کسی قسم کا کوئی حق نہ سمجھا جاتا تھا۔حضورﷺ تشریف لائے تو عورت کو بیٹی ہونے کی حیثیت سے اسے بیٹے کے ساتھ ترکہ دلوایا۔بیوی ہونے کی حیثیت سے خاوند کا وارث ٹھہرایا اور ماں ہونے کی حیثیت اسے بیٹے کا ترکہ دلوایا۔اور اس طریق سے عورتوں کو اعزاز بخشا۔

الغرض دنیا کو بتادیا کہ جس طرح تمہارے حقوق عورتوں پر ہیں۔اس طرح عورتوں کے حقوق تم پر ہیں اور ان کی نگہداشت تمہارا اولین فرض ہے۔جس میں غفلت اور کوتاہی کی صورت میں تم قصوروار ٹھہروگے۔

09۔ تزکیہ نفس کی خاطر دنیا پرستی کی مذمت:

نبیﷺ انسان کی نفسیات سے بخوبی آگاہ تھے،چونکہ دنیا کی محبت بالعموم انسان کو گمراہ کرتی ہے اور برائی کے راستے پر چلاتی ہے،اس لئے آپﷺ نے دنیا کو حد سے زیادہ اہمیت دینے اور اس کو مقصد زندگی بنانے کی مذمت کی ہے۔

ایک حدیث میں آپﷺ نے فرمایا''اللہ کی قسم میں تمہاری غربت سے نہیں ڈرتا لیکن اس بات سے ڈرتا ہوں کہ تم پر دنیا فراخ کردی جائے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فراخ کردی گئی پھر تم اس سے محبت کرنے لگو جس طرح تم سے پہلے لوگوں نے محبت کی،وہ تمہیں ہلاک کردے گی جس طرح ان کو ہلاک کیا''(صحیح مسلم)اور فرمایا''دنیا مومن کے لئے قید خانہ ہے اور کافر کے لئے جنت ہے''

10۔ احسان اور ایثار:

نفس کی بندگی اور اپنی ذات کو مقدم رکھنے کا جذبہ بھی تزکیہ نفس اور تعمیر سیرت وشخصیت میں ایک بہت بڑی رکاوٹ ہے،حضورﷺ نے اس منفی جذبے کو ختم کرنے پر بھی خصوصی توجہ دی اور اپنے

ماننے والوں کو اس جذبے کے برعکس احسان وایثار کے اعلیٰ جذبے سے ہمکنار کیا۔

خلاصہ بحث یہ ہے کہ تزکیہ نفس کی بدولت تیار ہونے والے افراد میں عشرہ مبشرہ، ازاوج النبی ﷺ، اولاد النبی ﷺ اور باقی تمام صحابہ کرامؓ ہیں جن کو اس دنیا میں اللہ کی رضا اور جنت کی بشارت سنا دی گئی تھی۔ عصر حاضر میں اگر مسلمان دنیاوی واخروی کامیابی چاہتے ہیں تو تزکیہ نفس اور تعمیر سیرت کی غرض سے حضور ﷺ کی تعلیمات اور آپ ﷺ کے عملی نمونوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنے نفس کا تزکیہ کریں۔ تاکہ اخروی منزلیں آسان ہوجائیں۔

حدیث نمبر: 01 عنوان: کسب حلال کی اہمیت

عَنْ	عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ	قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ	طَلَبُ	كَسْبِ	الْحَلاَلِ
حضرت	عبداللہؓ نے کہا	فرمایا اللہ کے رسولؐ	تلاش/جستجو کرنا	کمانا	حلال

فَرِيْضَةٌ	بَعْدَ الْفَرِيْضَةِ
فرض ہے	بقیہ فرائض کے بعد

سلیس اردو ترجمہ:

حضرت عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''حلال کمائی کی جستجو کرنا بقیہ فرائض کے بعد فرض ہے'' (السنن الکبریٰ للبیہقی)

تشریح:

کسب حلال سے مراد جائز طریقے سے روزی کا حصول ہے، اس حدیث میں رزق حلال کی کمائی کو مسلمان پر فرض قرار دیا جا رہا ہے کہ جہاں ایک مسلمان پر بنیادی عقائد کو ماننا ضروری ہے، ارکان اسلام پر عمل کرنا ضروری ہے وہاں کسب حلال بھی ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس زمین کے تمام جانداروں، انسانوں، جانوروں، پرندوں اور حشرات وغیرہ کے لئے زمین کے اندر اور اس کے باہر وافر رزق فراہم کر رکھا ہے، پس ہر ایک کے ذمے یہ ہے کہ وہ اپنا رزق تلاش کرے۔ انسان کو بھی حکم دیا گیا ہے کہ اللہ کے فراہم کردہ وسائل رزق سے اپنی روزی تلاش کرے، لیکن ایسے طریقے سے کہ اس سے نہ کسی دوسرے انسان کو نقصان پہنچے اور نہ انسانی معاشرے کو، بس یہی کسب حلال ہے۔ واضح رہے کہ حدیث میں حلال رزق کمانے کا حکم ہے رزق ہتھیانے کا نہیں،

کسب محنت ومشقت سے ہوتا ہے فریب، دھوکے اور عیاری سے نہیں اور جو محنت کر کے کمایا جائے وہی طیب اور حلال رزق ہے۔

☆۔ کسب حلال کی اہمیت بذریعہ قرآن:

رزق حلال کی اہمیت کے پیش نظر اللہ تعالی نے رسولوں کوحکم دیا کہ ''یٓا اَیُّھَا الرُّسُلُ کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَاعْمَلُوْ صَالِحًا (المومنون:15)(اے رسولو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو) نیز حرام اور ناجائز طریقے سے اللہ نے کھانے سے منع کیا ہے:

''وَلَا تَاکُلُوْ اَامْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ''(البقرہ:188)

(اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق طور پر نہ کھاؤ۔)

تمام لوگوں کو حلال کمائی کا حکم دیتے ہوئے فرمان الٰہی ہے:

''یٓااَیُّھَاالنَّاسُ کُلُوْا مِمَّا فِیْ الْاَرْضِ حَلَالاً طَیِّبًا''(البقرہ:128)

(اے لوگو! زمین کی صرف حلال چیزیں کھاؤ)

☆۔ کسب حرام کی مذمت بذریعہ احادیث:

حدیث مبارکہ میں حرام کمائی کی کئی ایک مقامات پر مذمت کی گئی ہے اور کسب حلال کو بہترین کمائی کہا گیا ہے۔ جیسا کہ مختلف احادیث میں ہے:

''جو شخص حرام کا ایک لقمہ بھی اپنے پیٹ میں ڈالتا ہے اس کی چالیس دن کی عبادت قبول نہیں ہوتی''

ایک دوسری روایت میں ہے کہ:

''جو جسم حرام طریقے سے پلا ہوگا وہ جنت میں نہیں جائے گا۔۔۔''

ایک حدیث میں آپ ﷺ نے یوں فرمایا ہے کہ:

''سب سے بہتر کھانا وہ ہے جو اس کے ہاتھوں کی کمائی ہے۔۔۔''

ایک روایت میں ہے ''اَلْکَاسِبُ حَبِیْبُ اللّٰہِ''(محنت کرنے والا اللہ کا دوست ہے)

☆۔ کسب حلال کے فوائد:

کسب حلال کے کئی اہم فوائد حسب ذیل ہیں:

1۔اللہ کی قربت ومحبت حاصل ہوتی ہے۔ 2۔روحانی طور پر سکون واطمینان محسوس ہوتا ہے۔
3۔انسان کی روزی میں برکت ہوتی ہے۔ 4۔بے شمار مصیبتیں ٹل جاتی ہیں۔

5۔معاشی طور پر خوشحالی ہوتی ہے۔ 6۔انسان فضول خرچی سے بچ جاتا ہے۔
7۔معاشرے میں معاشی ناہمواری پیدا نہیں ہوتی۔ 8۔ملک میں سیاسی استحکام پیدا ہوتا ہے۔
9۔عبادات قبول ہوتی ہیں۔ 10۔دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

☆۔ کسب حرام کے نقصانات:

1۔ ناجائز ذرائع کی روزی کمانے سے معاشرہ میں فساد برپا ہوجاتا ہے۔
2۔ معاشرے کے افراد کے اخلاق بگڑ جاتے ہیں اور معاشرہ ترقی سے رک جاتا ہے۔
3۔ ملک کی اقتصادی حالت خراب ہوجاتی ہے۔
4۔ معاشرے میں معاشی ناہمواری پیدا ہوجاتی ہے۔
5۔ دعائیں اور عبادات قبول نہیں ہوتیں۔
6۔ رزق حرام کھلانے والے کی اولاد نافرمان ہوجاتی ہے۔
7۔ حرام کمانے والے کا امن وسکون ختم ہوجاتا ہے۔

حدیث نمبر:02 عنوان: تاجر کے اوصاف

عَنْ	اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ	قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ	اَلتَّاجِرُ	اَلصَّدُوْقُ	اَلْاَمِیْنُ
حضرت	ابوسعیدؓ نے کہا	فرمایا اللہ کے رسولؐ	تاجر	بہت سچا	بہت امانتدار
مَعَ	النَّبِیّٖنَ	وَالصِّدِّیْقِیْنَ	وَالشُّھَدَآءِ		
ساتھ	نبیوں	اور سچوں	اور شہداء کے		

سلیس اردو ترجمہ:

حضرت ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''امانتدار سچا تاجر (قیامت کے دن) انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا'' (السنن الترمذی، حدیث نمبر:1209)

تشریح:

اس حدیث میں کاروباری اور تاجر حضرات کے حوالے سے بات کی جارہی ہے کہ جولوگ اپنی دنیا کی خاطر تجارت اور کاروبار کرتے ہیں مگر اس میں بھی سچائی اور امانتداری کو دین اسلام کا فریضہ سمجھ کر اپناتے ہیں تو ایسے لوگ اخروی زندگی میں مقام ومرتبہ اور عزت وشرف کے حوالے سے انبیاء،

صدیقین اور شہداء جیسے اعزازات سے نوازے جائیں گے۔

عصر حاضر میں بعض کاروباری حضرات کا یہ نقطہ نظر ہے کہ سچ سے کاروبار نہیں چلتا، یہی وجہ ہے کہ وہ ہر معاملے میں جھوٹ بولنے کے عادی ہو جاتے ہیں بلکہ اس کو کاروبار میں اپنا حق سمجھتے ہیں جس کی بدولت دین داری کو پیچھے چھوڑ کر وہ دنیاداری میں اس قدر آگے نکل جاتے ہیں کہ امانت وشرافت اور صداقت نام کی کوئی چیز بھی ان بعض احباب میں دکھائی نہیں دیتی بلکہ حصول مال کے لئے یہ تاجر جھوٹ، جھوٹی قسمیں، کم تولنا، ذخیرہ اندوزی کرنا، رشوت، عیب دار مال کی فروخت، وعدہ خلافی، اور ٹیکس چوری کرنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے، اس لئے آج ہمارے پاس اپنی اصلاح کرنے اور امانت وصداقت کو اپنانے کا وقت ہے جس کی بدولت انبیاء، صدیقین اور شہداء کی رفاقت کے حقدار بن سکتے ہیں۔

جھوٹے اور بد دیانت تاجروں کے لئے دردناک عذاب کی وعید ہے اور وہ فاجروں میں اٹھائے جائیں گے، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ تجارت میں صدق وامانت داری کی بہت اہمیت ہے اس لئے سچے اور امانتدار تاجر کے لئے اجر عظیم کی بشارت ہے۔